شیخ اکبرؒ کی چند پیش گوئیاں

مولانا محمد ولی رازی

اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ ان پیشگوئیوں کی نسبت شیخ اکبر کے ساتھ درست نہیں ہے بلکہ ان کے سوا کسی اور بزرگ سے ہے تو بھی ان کے مفید اور عجیب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

نمبرا: ''مذہب کا نام لے کر حکومت کی جائے گی۔ لیکن صحیح معنوں میں مذہب کی پابندی نہ ہوگی۔''

ماضی میں بھی ہم نے دیکھا کہ مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے مذہب کو ایک سیاسی ضرورت اور عوام کو مطمئن کرنے کیلئے ایک آلے کے طور پر استعمال کیا۔ خصوصا پاکستان جس کے آئین میں اس کا نام ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھا ہوا ہے اس ملک میں عوام اور حکومت دونوں نے مل کر جس طرح اسلام کو بدنام کیا ہے اس کی تفصیل میں جانا غیر ضروری ہے۔ مذہب کی پابندی تو دور کی بات ہے یہاں تو مذہب کے نام پر مسلمانون کے قتل کو جائز بلکہ ثواب کا کا سمجھ لیا گیا ہے۔ فحاشی اور عریانی کے منصوبوں، جوئے اور سٹے پر مبنی پروگراموں کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور سر پر دوپٹہ ڈالنے کی روایت کو عورتوں نے قدامت پسندی کی علامت بنالیا ہے، حلال اور حرام کی باتیں کرنے والوں کو انتہا پسند کا نام دے کر ان کا رشتہ عوام سے کاٹ دیا گیا ہے۔ یہ سب علامتیں مذکورہ پیشگوئی کی تفصیل ہیں۔

نمبر۲: ''استادوں کی حرمت چھن جائے گی۔''

اسلام نے استادوں کی عزت وحرمت ماں باپ سے بھی زیادہ قرار دی ہے۔ استادوں کے ادب کے بغیر علم کے حصول کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آج نہ تو استادوں میں طلباء کی شفقت کا جذبہ باقی رہا ہے اور نہ طلباء میں ستادوں کی کوئی عزت باقی رہی ہے۔ الا ماشاء اللہ، آج کا طالب علم استادوں کو اپنا ملازم سمجھتا ہے۔ ان کے ادب کو پنی شان کے منافی گردانتا ہے اور آج کے اسکول کالج یونیورسٹیاں فاضلین کی جو کھیپ ہر سال پیدا کرتی ہیں۔ ان کی کثریت اخلاق وآداب سے دیوالیہ ہوتی ہے۔

نمبر۳: ''خیرات لینے اور دینے کے نئے نئے ڈھنگ نکل آئیں گے۔ نفسی نفسی کی پکار ہوگی۔ کوئی کسی کے نیک

اور بد سے سروکار نہ رکھے گا۔‘‘

خیرات اور صدقات لینے اور دینے کے جیسے نئے نئے طریقے ہمارے معاشرے میں رائج ہیں اگر ان کو کوئی شخص لکھنے بیٹھ جائے تو اچھی خاصی کتاب لکھ ڈالے۔ بہت سے لوگ مختلف اداروں کی صورت میں خیرات لینے کی دکانیں سجائے ہوتے ہیں، کہیں سماجی خدمات کے نام پر کہیں یتیم خانوں، مدرسوں اور یہاں تک کہ مسجدوں کے نام پر خیرات بٹورتے ہیں۔ بعض لوگ مختلف تنظیمیں بنا کر یہ کام کر رہے ہیں اور بعض افراد ہاتھوں میں بعض سستی چیزیں لے کر فروخت کرنے کا بہانہ بنا کر سوال کرتے ہیں، اور بہت سے شقی لوگوں نے بھکاریوں کی فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں جو سڑکوں اور چوراہوں پر معذوروں کی شکل بنا کر یا حقیقتاً انہیں معذور کر کے ان سے جبر یہ بھیک منگواتے ہیں غرض خیرات جیب سے نہیں نکالتے جب تک اخبار کے کیمرہ مین ان کی فوٹو نہ کھینچ لیں۔

’’نفسی نفسی کی پکار ہوگی اور کوئی کسی کے نیک اور بد سے سروکار نہ رکھے گا۔‘‘

نمبر۴: ’’یہی وہ وقت ہوگا جب تلواریں نیاموں سے تڑپ تڑپ کر نکلیں گی اور آگ کی بارشیں ہوں گی۔ اس بارش میں آگ کے بھاری بھاری اولے ہوں گے جو آدمیوں کو ’’دم بھر میں تباہ و برباد کر دیں گے۔‘‘

تلواروں کا نیاموں سے تڑپ تڑپ کر نکلنا ایک طرف تو جنگوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف دور حاضر کے ان توپ خانوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے جن سے بم اور میزائل چھوڑے جاتے ہیں۔ جو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ حقیقت میں تڑپ تڑپ کر ہی نکلتے ہیں۔ تلواروں کا تڑپ تڑپ کر نکلنے کا استعارہ عام طور پر تلواروں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ تلواروں سے مراد بظاہر عصر حاضر کے ہتھیار ہیں۔ آگ کی بارشیں ہوں گی اور اس بارش میں آگ کے اولے ہوں گے، آگ کی یہ بارش ہم ابھی افغانستان اور عراق میں دیکھ چکے ہیں۔ اور ان بارشوں میں کلسٹر اور بہت سی دوسری قسموں کے بموں کے اولے گرتے ہوئے ساری دنیا نے دیکھے ہیں۔ جو آن کی آن میں سینکڑوں لوگوں کو اور پوری پوری بستیوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

نمبر۵: ’’تمہاری عورتیں ہتھیار باندھ کر میدان میں جائیں گی اس دن کے ہر باشندے کو جنگ کا بلاوا آئے گا۔ یہ جنگ دین اور ملک کے لئے نہ ہوگی۔ بلکہ خدا کا قہر ہوگا جو بندوں پر نازل ہوگا۔ اس دن کسی خون کے قطرے میں عدل و انصاف کی بوند نہ ہوگی۔ اس دن زمین بھی تمہاری لاشوں کو اپنے اندر نہ آنے دے گی۔ وہ بڑا ہولناک زمانہ ہے۔ تم اگر اس زمانے میں موجود ہو تو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ خدا کے حضور سجدے میں گر کر پناہ مانگو۔ خداوند تعالیٰ ہی تم کو اس تباہی و بربادی سے نجات دے سکتا ہے۔ خدا کے نیک بندوں کو اس وقت گھبرانا نہیں چاہئے جو اپنے خالق حقیقی کا دامن تھام لیں گے، ان کو وہ عافیت دے گا۔

اس پیش گوئی کا تعلق بظاہر آئندہ کرنے والے ان واقعات سے ہے جو قیامت کے بہت قریب واقع ہوں گے۔

صرف وہی لوگ ان فتنوں کے شر سے محفوظ رہیں گے جو اخلاص نیت کے ساتھ اپنے رب اللہ مالک الملک کی طرف رجوع کریں گے اور اس کے حضور سچی توبہ کر کے اپنے دین پر قائم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ اللہ سے عافیت طلب کیا کریں۔ عافیت، ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ لیکن حقیقت میں اللہ نے جس کو عافیت عطا فرمادی اس کو دنیا اور دین کی تمام نعمتیں عطا فرمادیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے مکمل عافیت کا سوال کرتا ہوں اور دائمی عافیت کا سوال کرتا ہوں، اور (تیری عطا کردہ) عافیت پر شکر کا سوال کرتا ہوں۔

عافت دین اور دنیا کی تمام آفات حادثے، بیماری، نقصانات اور پریشانیوں سے نجات کی دعا ہے، جس کا دن ان تمام آفات سے محفوظ گزرا اس کو چاہئے کہ وہ اس عافیت کا شکر ادا کرے۔

نمبر ۶: "قیامت سے پہلے ایک وقت ایسا آئے گا کہ عرب قبائل کی طرح جہالت تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔ تیل اور خون کی بناء پر لڑائیاں ہوں گی، نیک اور عقلمند چاہیں گے کہ یہ بے وقوفی کی ضد ختم ہو جائے۔ وہ ان کے سامنے مساوات اور انسانیت کے خطبے پڑھیں گے۔ مگر ان نیکوکاروں کی کوئی نہیں سنے گا۔ تم دیکھو گے ہم قبیلہ قومیں غیظ و غضب میں گھروں سے نکلیں گی ور ایک دوسرے کا خون پئیں گی۔ یہ آگ دنیا کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب چاروں طرف پھیل جائے گی۔"

غور کیجئے عرب قبائل کی جہالت کیا تھی۔ لوٹ مار، قتل و غارت گری، شراب نوشی اور قمار بازی، خاندانی اور نسلی تعصب، قبیلوں کے درمیان نفرت اور عداوت، ان تعصبات ہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے پاؤں تلے روند ڈالا تھا اور تمام قبائل عرب کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت پر جمع فرما کر انہیں ایک ایسی قوم میں ڈھال دیا تھا جس کی نظیر آسمانوں نے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ اس کے بعد نظر آئی۔ لیکن ان ہی عربوں نے ملت اسلامی کے تصور کو چھوڑ کر عرب قومیت کا بت کھڑا کر دیا اور اس کو اچھے اور برے کا معیار بنا کر خود کو ٹکڑیوں میں تقسیم کر لیا۔ دولت کی فراوانی نے انہیں عیش پسندی کا عادی بنا دیا۔ کوئی سوچنے والا ہو اور سوچنے کے لئے وقت نکال سکے تو سنجیدگی سے جائزہ لے کہ عربوں کو اس عرب قومیت نے کیا دیا اور کیا کچھ چھین لیا؟ اللہ تعالیٰ نے تو عربوں کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے۔ ان کے پاس اتنے وسائل تھے اور ہیں کہ اگر وہ چاہتے اور اسلامی اخوت کا مظاہرہ کرتے تو اس وقت سپر پاور بن کر پوری دنیا کو سینہ تان کر اسلام کی دعوت دیتے اور کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ بغداد اور کابل کے چوراہوں پر کھڑے ہو کر عربوں کے چہروں پر ذلت کی کیچڑ ملے۔ اسلام کا مذاق اڑائے اور اسلامی اقدار کو اپنی حقارت کا نشانہ بنائے، شیخ اکبر کے فرمانے کے مطابق عصبیت اور قومیت کی یہ آگ آج بھی دنیا کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بصارت اور بصیرت عطا فرمائے اور اس

آگ کے شعلوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

نمبر۷: ''بادشاہوں کے محل سرنگوں ہو جائیں گے۔ دولت مندوں کے گھروں میں فاقہ کشی ہونے لگے گی۔ عورتوں اور بچوں کی لاشیں جنگلوں میں پڑی سڑتی ہوں گی۔ مگر اس جنگ کے بعد تو کوئی شخص بادشاہوں کی بات کو نہ مانے گا اور گھر گھر کی علیحدہ حکومت ہوگی۔''

یہ شیخ اکبر کی اس مضمون کی آخری پیش گوئی ہے۔ اس پیش گوئی میں خبر دی گئی ہیں ان میں سے بعض تو رونما ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بادشاہوں کے محل سرنگوں ہوئے۔ عورتوں مردوں کی لاشیں سڑکوں پر پڑی سڑتی رہیں۔ چیچنیا، افغانستان، فلسطین، کشمیر اور عراق میں جو کچھ ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ یہاں شیخ اکبر کی مذکورہ بالا پیش گوئیوں کی مناسبت سے ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک روز میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائیوں میں مبتلا تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ خیر و اسلام عطا فرمائی۔ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر آئے گا (رسول اللہ نے فرمایا: ہاں! اس (برائی) میں دھویں کی کدورت ہوگی۔ میں نے پوچھا وہ کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا: (کدورت سے مراد) وہ قوم ہے جو میری سنت کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری ہدایت کے خلاف راہ بتائے گی تو ان میں دین کو بھی دیکھے گا اور دین کے خلاف امور بھی۔ میں نے عرض کیا: کیا اس بھلائی کے بعد بھی برائی ہوگی؟ فرمایا: ہاں! ایسے لوگ ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلائیں گے۔ جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اس دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم سے ان کی صفات بیان فرمایئے، فرمایا: وہ ہماری جنس (یا قوم) سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا میں اگر وہ زمانہ پاؤں تو آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑ اور ان کے امام کی اطاعت کر۔ میں نے عرض کیا اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور کوئی امام بھی نہ ہو؟ فرمایا: تم فرقوں سے علیحدہ ہو جا اگرچہ تجھ کو درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے یہاں تک کہ موت تجھ کو اپنی آغوش میں لے لے۔''

(مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۴۷: بحوالہ بخاری و مسلم)

یہ فتنوں کا دور ہے۔ مسلمانوں میں عالمی سطح پر فرقہ بندی اور اختلاف اپنی انتہا کو چھو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ ایسے حالات میں اپنے بندوں میں سے کسی کو مجدد بنا کر مسلمانوں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ اس دور میں ہماری آخرت اور سب سے محفوظ پناہ گاہ ایمان ہے۔ ساری دنیا اور شیطانی قوتیں اسی کی دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس دولت کی قدر و قیمت پہچاننے اور اس کو فتنوں سے بچا بچا کر اپنی قبروں تک لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆